نظامِ اخلاق، قرآن حکیم کی روشنی میں

بشیر احمد صدیقی

اُخلاق سے کیا مراد ہے ؟ وہ کون سے فضائل ہیں جن کے اپنانے کی قرآن حکیم نے تلقین فرمائی ہے؟ اور وہ کون سے رذائل ہیں، جن سے دُور رہنے کی تاکید کی ہے ؟ انسانی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اخلاق کا کردار کیا ہے ؟ وہ کون سے اسباب ہیں جو دورِ حاضر میں اخلاقی اقدار کی پامالی اور عالمی مسائل کے ذمہ دار ہیں ؟ وہ کون سے محرکات اور عوامل ہیں جن پر ایک واقعی اور حقیقی اخلاقی نظام کی بنیادوں کو استوار کیا جا سکتا ہے ؟ یہ ہیں وہ چند گذارشات ! جنہیں اس مختصر مقالے میں پیش کرنا مقصود ہے۔

اخلاق خُلُق کی جمع ہے۔ لفظ خلق کا مفہوم اور لفظ خلق سے اس کا فرق و امتیاز بیان کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں :-

خُصّ الخلق بالھیئات والاشکال والصور المدرکة بالبصر وخُصّ الخلق بالقوی والسجایا المدرکة بالبصیرة۔ [۱]

(خلق ہیئت و شکلِ انسانی کے ساتھ خاص ہے اور محاسن خلق کا مشاہدہ نگاہ کرتی ہے۔ اور خلق کا لفظ عادت اور خصلت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور محاسن خلق کا احساس بصیرت سے ہوتا ہے)

امام غزالی نے لفظ خلق کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے :-

---

[۱] - الراغب الاصفہانی، المفردات، مصر، ص ۱۵۷-۱۵۸

فالخُلُق عبارة عن هيئة فی النفس راسخة عنها تصدر الأفعال بسهولة ویسر من غیر حاجة الی فکر و رویة فان کانت الهیئة بحیث تصدر عنها الأفعال الجمیلة المحمودة عقلاً و شرعاً سمیت تلک الهیئة خلقاً حسناً و ان کان الصادر عنها الأفعال القبیحة سمیت الهیئة التی هی المصدر خلقاً سیئاً۔ [۲]

(خلق نفس کی اس ہیئت راسخہ کا نام ہے جس سے تمام افعال بلا تکلف اور بلا تامل صادر ہوں اگر یہ افعال عقلاً و شرعاً عمدہ اور قابل تعریف ہوں تو اس ہیئت کو خلق نیک اور اگر برے اور قابل مذمت ہوں تو اس ہیئت کو خلق بد کہتے ہیں)

ڈاکٹر زکی مبارک نے امام غزالی کی ایک دوسری تصنیف سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

واما حُسن الخُلُق فبان یزیل جمیع العادات السیئة التی عرف الشرع تفاصیلها و یجعلها بحیث یبغضها فیتجنبها کما یتجنب مستقذرات و ان یتعود العادات الحسنة و یشتاق الیها فیؤثرها و یتنعم بها" [۳]

(حسن خلق اس کا نام ہے کہ وہ تمام بری عادتیں ترک کر دی جائیں جن کی تفصیل شرع میں بیان کی گئی ہے اور ان سے ایسا ہی پرہیز کیا جائے جیسا کہ عام نجاستوں سے کیا جاتا ہے اور ان کے مقابلے میں تمام اچھی عادتوں کو اس طرح اپنا لیا جائے کہ طبیعت ان کی طرف ایک گونہ کشش اور شوق محسوس کرنے لگے اور تمام بری عادتوں سے متنفر ہو کر نیک عادتوں کو ترجیح دینے میں خوشی اور تسکین پائے)

گویا امام غزالی کے نزدیک بقول ڈاکٹر زکی مبارک:

"نفس کو شریعت اسلامیہ کے قالب میں ڈھالنا اور انبیاء و صدیقین شہداء صوفیا اور دوسرے علماء اسلام کے نقش قدم کی طرف نفس کو مائل و راغب کرنے کا نام اخلاق ہے۔" [۴]

علامہ ابن قیم نے اخلاق اور حصول سعادت پر قرآن کی روشنی میں جو تبصرہ فرمایا ہے

---

[۲] - ابو حامد محمد بن محمد الغزالی: احیاء علوم الدین، مصر، ۱۹۳۹ء، الجزء الثالث، ص ۵۲

[۳] - الدکتور زکی مبارک، الاخلاق عند الغزالی، مصر ص ۱۷۰

[۴] - ایضاً

وہ بھی لائق مطالعہ ہے۔ فرماتے ہیں:

"دین اسلام "خلق" ہی کا دوسرا نام ہے اور تصوف کی حقیقت ہے "خلق" کے علاوہ کچھ اور نہیں۔ پس جو شخص جس قدر اخلاق حسنہ کا مالک ہے اسی قدر دین اور تصوف میں بھی بلند ہے" [۵]

علامہ ابن قیم کا یہ قول غالباً اس ارشاد نبوی کی طرف اشارہ ہے جسے امام غزالی نے نقل کیا ہے:

"جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بین یدیہ فقال "یا رسول اللہ ما الدین قال حُسن الخُلق فاتاہ من قبل یمینہ فقال یا رسول اللہ ما الدین قال حُسن الخُلق؛ ثم اتاہ من قبل شمالہ فقال ما الدین فقال حُسن الخُلق۔ [۶]

(ایک شخص رسول کریمؐ کے پاس آیا اور عرض کیا؛ یا رسول اللہ! دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "حسن خلق" پھر وہ دائیں طرف سے حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "حسن خلق"۔ پھر وہ بائیں طرف سے آیا اور پوچھا: دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "حسن خلق")۔

حضرت نواس بن سمعان کے استفسار پر کہ نیکی اور گناہ کیا ہے! حضور اکرمؐ نے فرمایا:

"البر حسن الخلق والاثم ما حاك في صدرك وكرهت ان يطلع عليه الناس" [۷]

(نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں خلش پیدا کرے اور اس امر کو بُرا سمجھے کہ لوگ اس سے واقف ہو جائیں)

ان تمام توضیحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لفظ خلق انتہائی وسعتوں کا حامل ہے بلکہ دوسرے لفظوں میں خلق، مقصد حیات سے آگاہ ہو کر زندگی کو سلیقے اور قرینے سے بسر کرنے کا

۵۔ مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی: اخلاق اور فلسفہ اخلاق، دہلی، ۱۹۵۰ء، ص ۵۱۰۔

۶۔ الغزالی: احیاء علوم الدین، مصر، ۱۹۳۹ء، الجزء الثالث، ص ۴۸

۷۔ الخطیب التبریزی: مشکوٰۃ المصابیح، دمشق، ۱۹۶۱ء، الجزء الثانی، ص ۶۲۹

نام ہے اور تمام شعبہ ہائے حیات کو محیط ہے۔

اسلام میں اخلاق کی قدر و قیمت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن حکیم نے امت مسلمہ کی اخلاقی تربیت یا تزکیہ نفس کو رسول اکرمؐ کے فرائض منصبی میں سے ایک اہم فریضہ قرار دیا ہے۔ سورہ بقرہ میں ہے:

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتب والحکمۃ و یعلمکم مالم تکونوا تعلمون" ۸

(جس طرح میں نے تمہارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں میری آیات سناتا ہے تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے۔ تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے)۔

سورۂ جمعہ میں بھی اس مضمون کو دہرایا گیا ہے۔ ۹
سورۂ آل عمران میں تو نبی اکرمؐ کی بعثت کو عظیم احسان خداوندی سے تعبیر کیا گیا ہے:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۔ ۱۰

(بے شک اللہ تعالےٰ نے اہل ایمان پر یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر مبعوث کیا جو اللہ تعالےٰ کی آیات انہیں سناتا ہے۔ ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت و دانائی کی تعلیم دیتا ہے)

خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصود یہ بیان فرمایا:

"بعثت لاتمم حسن الاخلاق" ۱۱ (مجھے حسن اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہے)۔

۸۔ القرآن الحکیم، البقرۃ: ۱۵۱

۹۔ ایضاً، الجمعۃ: ۲

۱۰۔ ایضاً، آل عمران: ۱۶۴

۱۱۔ المشکاۃ المصابیح، الجزء الثانی، ص ۶۳۲

گویا انبیائے کرام کی بعثت کا مقصود اولین یہ ہے کہ وہ لوگوں کا تزکیہ نفوس اور اخلاقی تربیت کریں تاکہ ان کا آئینہ قلب شفاف ہو جائے اور اس میں انوار الٰہیہ منعکس ہوں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی انسانی معاشرہ اس وقت تک صالح اور صحت مند معاشرہ نہیں بن سکتا جب تک ان کے افراد صالح نہ ہوں۔ افراد کی اخلاقی تربیت اور کردار سازی معاشرے کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن حکیم نے اخلاقی تربیت کے لئے فضائل اخلاق کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کو رہنما اصول سے منور نہ کیا گیا ہو۔ قرآن حکیم نے ان تمام محاسن اخلاق کے نام لے لے کر تلقین کی ہے جو ایک صالح کردار کی تشکیل میں ممد و معاون ہو سکتے ہیں مثلاً فضیلت علم، کسب حلال، جدوجہد، صبر، شکر، توکل، اخلاص، صدق، عفو، قناعت، احسان، ایثار، عدل، جرأت، نصیحت، حیا، امانت، امید، اولوالعزمی، ثابت قدمی، شرافت، سعی و کوشش، پابندی وقت، صحت و صفائی، گفتار و رفتار میں نرمی اور تواضع یہ وہ فضائل اخلاق ہیں جو انسانی کردار کی بطریق احسن تعمیر کرتے ہیں۔

قرآن حکیم نے انفرادی نیکی ہی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اجتماعی کردار کی تعمیر پر بھی زور دیا ہے۔ یہ اجتماعی کردار ہی ہے جو قوموں کے عروج و زوال اور معاشرے کی تعمیر یا فساد کا باعث بنتا ہے۔ انسانی زندگی پر غور کیا جائے تو وہ مختلف دوائر میں منقسم نظر آتی ہے۔ انسانی شعور کی جب آنکھ کھلتی ہے تو پہلا دائرہ عائلی زندگی کا ہے۔ قرآن حکیم نے والدین کے ساتھ حسن سلوک، بیوی سے حسن معاشرت اولاد کی تربیت، نیز رشتہ داروں، ملازموں، پڑوسیوں، مسافروں، یتیموں اور مسکینوں میں سے ہر ایک کا نام لے کر ان سے حسن سلوک کی تلقین فرمائی ہے۔ عائلی زندگی کے بعد انسانی زندگی کا دائرہ جب اور وسیع ہوتا ہے تو مجلسی اور معاشرتی زندگی کے مسائل پیش آتے ہیں۔ قرآن حکیم نے آداب ملاقات، آداب مجلس، آداب گفتگو، کھانے پینے کے آداب، تجارت کے آداب سکھائے ہیں۔ نیز دوستی۔ باہمی شیریں کلامی۔ انکساری، ایفائے عہد۔ مشورہ۔ رازداری۔ تعاون اور اصلاح بین الناس جیسے اخلاق فاضلہ اپنانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ان کے اپنانے سے ہی ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ انسانی زندگی کا دائرہ اور وسیع ہوتا ہے

اب قومی اور ملی تقاضے درپیش ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم نے عدل و انصاف۔ شہادت و گواہی۔ اتحاد و اتفاق۔ امن و سلامتی۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر۔ تبلیغ، جہاد وغیرہ ان عام اُمور میں اُمّت مسلمہ کی توجہ فضائل اخلاق سے آراستہ ہونے کی طرف مبذول کرائی ہے۔

انسانی زندگی کا دائرہ اور بھی وسیع ہو جاتا ہے جب بین الاقوامی زندگی کے تقاضے ملحوظ ہوں اور قرآن حکیم عہد و میثاق کی پابندی، قانون صلح و جنگ، بنیادی انسانی حقوق کی حفاظت، غیر مسلموں مذہبی رواداری، دوسروں کے بزرگوں یا معبودوں کو بھی گالی نہ دینا۔ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی حفاظت ان کے جان و مال و آبرو کی حفاظت اور احترام بلکہ پوری انسانیت کا احترام سکھاتا ہے۔

قرآن حکیم نے جہاں اخلاقی فضائل کی تلقین فرمائی ہے وہاں معاشرے کو فتنہ و فساد سے پاک رکھنے کے لئے پست اخلاق سے دور رہنے کی تاکید بھی کی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم نے جھوٹ۔ افتراء بہتان، قول بے عمل، فضول شعر گوئی، ریاکاری، خوشامد، رشوت، رعونت، تکبر، غصہ، حرص بُخل۔ اسراف و تبذیر، حسد، بدگوئی، بزدلی، بدکاری، یاسیئت، فسق و فجور، گالی گلوچ، استہزاء فحشاء و بغی۔ تعصب۔ نافرمانی، طغیان و سرکشی، غفلت و فرض ناشناسی، ہوائے نفس کی پیروی جیسے رذائل اخلاق کی واضح طور پہ نشاندہی کی ہے جو انسانی فلاح و سعادت کو ذلت و ادبار کے گہرے غار میں دفن کر دیتے ہیں۔ المختصر قرآن حکیم نے فرد کی انفرادی زندگی سے لے کر بین الاقوامی زندگی تک اور دنیوی زندگی سے لے کر اُخروی زندگی تک کے اُمور میں قوم کو اخلاقِ فاضلہ سے آراستہ کرنے کے لئے کامل اور جامع رہنمائی فرمائی ہے۔

قرآن حکیم کے بیان کردہ اخلاق کی تعلیم صرف نظری نہ تھی۔ رسول کریمؐ نے ان اخلاق فاضلہ پر بطریق احسن عمل کر کے دکھایا۔ جو پوری نوع انسانیت کے لئے آج نمونۂ عمل ہے۔

آپ نے زندگی کے ہر ہر گوشے میں رہنمائی اور زریں اصول عطا فرمائے لیکن آپ کی ذاتِ عالی کا جو جوہر سب سے نمایاں اور درخشاں نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے نہ صرف اخلاق کی تعلیم دی، بلکہ اس کا نمونہ بھی پیش کیا۔

صلح نامہ حدیبیہ کے موقع پہ "محمد رسول اللہ" کے بجائے "محمد بن عبداللہ" کے لکھے جانے پہ راضی ہو جانا اپنے چچا امیر حمزہ کے قاتل وحشی کو معاف کر دینا۔ سفاکی کی بدترین مثال پیش کرنے والی ہندہ کو عفو

درگذر سے نوازنا۔ اپنے جانی دشمن ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو نادم، سر جھکائے، بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے پر کمال شفقت سے پیش آنا، مشرکین کی سنگباری سے زخمی ہونے پر بد دعا کے بجائے "خدایا میری قوم کو بخشدے کہ وہ جانتے نہیں" کے الفاظ سے ان کے حق میں دعا کرنا۔ جنگ میں بوڑھوں، عورتوں اور بچوں سے نیک سلوک کی تلقین کرنا۔ سایہ دار پھلدار درختوں کے ضائع کرنے سے روکنا۔ بیوگان یتامیٰ اور مساکین کا خیال رکھنا۔ مزدوروں کی مزدوری ان کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنے کرنے کی تاکید فرمانا۔ غلاموں کو بندِ غلامی سے آزاد کرانے کی رغبت دلانا الخلق عیال اللہ[۱۲] کہہ کر پوری مخلوقِ خدا کے ساتھ، بلاتفریقِ مذہب و ملت، نیکی اور بھلائی سے پیش آنے کی تاکید کرنا۔ یہ وہ روشن مثالیں ہیں جس سے انسانی تاریخ کے صفحات تابناک ہیں۔

۱۲۔ پوری حدیث اس طرح ہے: "الخلق عیال اللہ، فأحبُّ الخلقِ الی اللہ من احسن الی عیالہ"۔
(مشکاۃ المصابیح، دمشق، جلد ۲، ص ۶۱۳)

****